# فیض کا تصورِ رومانیت

ڈاکٹر محمد عالم خان

Dr. M. Alem Khan

Associate Professar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

***Abstract:***

*Faiz Ahmad Faiz obtained international fame as poet of previous century. He is known for his revolutionary ideas, conveyed in his poetry. But another aspect of his poetry having the same importance, is romanticism which is basic and powerful sources of his poetry. Is being ignored with the passage of time.*

*In this essay his essential and basic source of his poetry is highlighted in context of romantic ideas, because romantic sensibility is great source of inspiration for all creations.*

اردو شاعری میں رومانیت کا پہلو ہمیشہ نمایاں رہا ہے کم وبیش تمام شعراء نے انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کے لئے رومانیت کا سہارا لیا ہے۔ رومانیت کا یہ پہلو اس حوالے سے بھی بہت اہم ہے کہ ہر فرد کسی نہ کسی داخلی کرب اور سماجی جبر سے دوچار ہوتا ہے۔ اُس کے باطنی جذبات میں تغیرات جنم لیتے ہیں اور مسرت و یاس کی یہ تلاطم خیزیاں اظہار کی راہ تلاش کرتی ہیں اور شاعری انسان کے رومانوی اور جمالیاتی اظہار کا ایک موثر اور مقبول ترین ذریعہ بنتی ہے اور جب فیض نے شاعری کا آغاز کیا اُس وقت غزل مقبولیت کے عروج پر تھی چنانچہ فیض نے بھی اپنی غزلوں میں محبت اور اس سے وابستہ تمام احساسات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔

فیض کی رومان پسندی دوسرے شاعروں سے بہت حوالوں سے مختلف ہے کہ وہ شاعری میں لفظ اور خیال کی نزاکتوں کو سوز و گداز، دردمندی اور سلیقے سے بیان کرتے ہیں جس میں دھیما پن، نبھاؤ اور سبھاؤ کی کیفیات محسوس کی جاسکتی ہیں۔ ان کے ہاں طرز اظہار کی یہ رنگینیاں اور رعنائیاں ان کے شعری مجموعے ''نقشِ فریادی'' میں نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے اور یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ وہ مقام ہے جسے فیض کی رومان پسندی کا نقطۂ عروج کہا جاسکتا ہے۔

''نقشِ فریادی'' کی شاعری میں تغزل کی ایسی صورتیں جا بجا دیکھی جاسکتی ہیں جن میں محبت کی سرشاری، ناکام حسرتوں کا بیان اور تصورِ محبوب کی قربتوں اور دُوریوں کا احساس اور بے تابی دل کے تال میل سے ایسی سحر انگیز فضا پیدا ہوتی ہے جس کا حُسن اور تاثیر ابدی اور لازوال ہے۔ یہ رومان کی وہ صورت ہے جہاں فیض دُوسروں سے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ خود فیض اس شاعری کا جواز یُوں پیش کرتے ہیں کہ:

> ''اس زمانے میں نثر و نظم میں بیشتر سنجیدہ فکر و مشاہدہ کے بجائے کچھ رنگ رلیاں منانے کا انداز تھا۔ شعر میں اولاً حسرت موہانی اور اُن کے بعد جوش، حفیظ جالندھری اور اختر شیرانی کی ریاست قائم تھی۔ افسانے میں یلدرم اور تنقید میں حُسن برائے حُسن اور ادب کا چرچا تھا۔ ''نقشِ فریادی'' کی ابتدائی نظمیں اسی ماحول کے زیرِ اثر مرتب ہُوئیں۔'' (۱)

فیض کا اپنی ابتدائی شاعری سے متعلق یہ حقیقت پسندانہ اظہار اس امر کی وضاحت بھی کرتا ہے کہ انہوں نے جس عہد میں شاعری کا آغاز کیا وہ ادبی و فکری اعتبار سے رومانیت کا دور تھا جس میں تمام بڑے ادیب رومانی طرزِ احساس کے زیرِ اثر ادب تخلیق کر رہے تھے۔ جس نے فیض کی رومان پسندی کو جواز مہیا کیا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہمیت اختیار کرتی چلی گئی۔ رومانی رجحانات کی پختگی اور سنجیدگی بھی اسی دور میں پروان چڑھی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جُوں جُوں اس دور میں نظم و نثر کا ارتقاء ہوا اسی طرح فیض کا تصورِ رومانیت بھی نکھرتا چلا گیا۔ اس سلسلے میں نظیر صدیقی کہتے ہیں:

> ''فیض طبعاً غزل گو واقع ہوئے ہیں۔ غزل گو سے میری مراد عشق و محبت کی شاعری کرنے والا نہیں بلکہ بات کو لطیف، دلنشیں اور بھرپور انداز میں کہنے والا ہے۔ جو ایک اچھے اور فطری غزل گو کا حصہ ہے۔ تغزل فیض کے خمیر میں شامل ہے۔'' (۲)

فیض طبعاً ایک رومانی شاعر ہیں جس کا عکس ان کی بعد کی شاعری میں بھی دیکھا جاسکتا ہے لیکن ان کا غالب رویہ رومان پسندی ہی ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ افتادِ طبع کے اعتبار سے فیض کے ہاں رومانیت اور حقیقیت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے اور ان دونوں رجحانات میں ایک توازن اور اعتدال کا پہلو نمایاں ہے اور ''نقشِ فریادی'' کی شاعری میں ایک درد آگیں کیف محسوس کیا جاسکتا ہے:

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے

جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے(۳)
(نقشِ فریادی ،ص۹)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رومانی شاعری محض محبت کے جذبات واحساسات کی ترجمان ہی نہیں ہوتی بلکہ ہر رومانی شاعری کسی نہ کسی مقصدیت کی عکاس ہوتی ہے اور فیض اپنی رومانی شاعری کے توسط سے جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ان کا ایک سماجی پہلو اور بھی سامنے آتا ہے۔فیض کے ہاں عشقیہ مضامین کو شعر میں ڈھالنے کا انداز دوسرے شعراء سے بہت مختلف ہے۔ان کے ہاں رومانیت ہی ایسا جذبہ ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب وہ کہیں حقیقت پسندی کے پہلو کو اُجاگر کرتے ہیں تو اس میں بھی داخلیت کا دردنہاں چھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے کیونکہ ناقدین کے نزدیک فیض پہلے ایک رومانی شاعر ہیں اور انقلابی بعد میں۔اس سلسلے میں عرش صدیقی رقم طراز ہیں:

''رومانی شاعری عموماً زندگی کی بنیادی مادی ضروریات پر غیر مادی، روحانی، موضوعی، وجدانی، تخیلی اور ذاتی مسائل کو ترجیح دیتی ہے اور مختلف شاعروں کے ہاں مختلف رنگ میں ملتی ہے۔۔۔۔۔فیض کے ہاں دوسرے اچھے ترقی پسند شاعروں کی طرح ان دونوں انداز ہائے فکر کی مکمل ہم آہنگی ملتی ہے۔''(۴)

فیض کی شاعری میں حسنِ بیان کے ساتھ ساتھ تشبیہات کی جدت اور ان کی تخیل کی بلندی ہے جبکہ بیان کی شگفتگی ان کے کلام کو اوجِ کمال تک پہنچا دیتی ہے:

تیرگی ہے کہ امنڈتی ہی چلی آتی ہے
شب کی رگ رگ سے لہو چھوٹ رہا ہو جیسے
چل رہی ہے کچھ اس انداز سے نبض ہستی
دونوں عالم کا نشہ ٹوٹ رہا ہو جیسے(۵)
(دستِ صبا،نسخہ ہائے وفا،ص۱۰۸)

فیض کی شاعری کا قابلِ ذکر پہلو ان کے ہاں محبت کا بیان ہے اور محبت کے اظہار میں فنی و فکری نزاکتوں اور خوش بیانی کو کلیدی اہمیت کا درجہ حاصل ہے اور یہی فیض کی شاعری میں وہ بنیادی وصف ہے جس کا اعتراف کم وبیش تمام ناقدین نے کیا ہے اور جس پر سب متفق نظر آتے ہیں اُن کی شاعری میں جمالیاتی احساس اور زبان و بیان کا ایک معیناتی نظام ہے جو انہیں دوسرے شاعروں سے بالکل الگ کر دیتا ہے اُن کے کلام میں ایک سحر ہے جو بہت پر کیف اور جاں فزا ہے جو کوئی اس شہرِ محبت

میں داخل ہوتا ہے وہ وہیں کا ہوکر رہ جاتا ہے لہٰذا فیض کے ہاں خوابوں، خواہشوں اورامنگوں کا ایسا حسین ورنگین موسم انگڑائیاں لینے لگتا ہے جو انسان کو ایک نئے جہان میں لے جاتا ہے۔محمد علی صدیقی لکھتے ہیں:

> ''فیض احمد فیض ایک ایسے دور میں زندہ ہیں جب فراق اور جوش بھی بقیدِ حیات ہیں لیکن فیض کا معاملہ جدا ہے۔فیض نے اپنی منفرد شناخت کے لیے جس رنگ کو بطورِ خاص ''کلچر'' کیا ہے وہ اس قدر سادہ، پراسرار، موثر اور پیچیدہ ہے کہ وہ اپنے شعروں میں ایک جادوگر کی طرح کبھی کسی ایک عنصر کے افراد سے اور کبھی دوسرے عنصر کی تفریط سے بہت عجیب وغریب کام لیتے ہیں۔'' (۶)

فیض کا شہرِ محبت، قربتوں، دُوریوں، جلتے بجھتے مناظر، روشن صبحوں، ڈھلتی ہوئی شاموں، مہکتے گلابوں کی جلو میں سانس لیتا ہے جہاں خیال اوراحساس کی مشعلیں کہیں بہت روشن اور کہیں مدھم ہوتی ہیں۔درد کا چاند جگمگاتا ہے اور ہجر کی سلگتی راتیں شاعر کو بے تاب رکھتی ہیں:

رنگ پیراہن کا خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام
پھر نظر میں پُھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصور نے لیا اس بزم میں جانے کا نام(۷)
(دستِ صبا،نسخہ ہائے وفا،ص۱۵۱)

بزمِ خیال میں تیرے حُسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بُجھ گیا، ہجر کی رات ڈھل گئی(۸)
(زنداں نامہ ازنسخہ ہائے وفا،ص۲۴۱)

فیض اپنی شاعری میں مناظرِ حسن و جمال کی ایک رنگین فضا کو جنم دیتے ہیں جہاں یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاعر صرف اور صرف اسی دُنیا کا ایک باسی ہے جو ساحلوں، جزیروں، قربتوں اور رفاقتوں سے ہوتا ہوا فرقتوں کی دھیمی دھیمی آنچ میں یادوں کی شمعیں روشن کرتا ہے اور یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ فیض کا یہی رنگ اپنی بھرپور رعنائیوں کے ساتھ شاعری میں جلوہ گر ہے۔یہاں اظہار کی خوبصورتی اور شاعرانہ فن کاری تمام فنی تقاضوں کے اُن کی ایک نظم ''موضوعِ سخن'' دیکھی جاسکتی ہے:

یہ بھی ہیں ایسے کئی اور بھی مضمون ہوں گے
لیکن اُس شوخ کے آہستہ سے کھلتے ہوئے ہونٹ
ہائے اس جسم کے کم بخت دلآویز خطوط
آپ ہی کہیے کہیں ایسے بھی افسوں ہوں گے

اپنا موضوعِ سخن ان کے سوا اور نہیں
طبعِ شاعر کا وطن اس کے سوا اور نہیں(۹)
(نقشِ فریادی__ نسخہ ہائے وفا، ص۹۱)

فیض کی افتادِ طبع اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ محبت ان کے رگ و پا میں رچی ہوئی ہے اور وہ اس کی مرکزیت وابدیت پر یقین رکھتے ہیں۔ اُن کے ہاں ''رومانیت'' اپنے تمام تر ممکنہ پہلوؤں سے در آتی ہے اُنہیں مغلوب کرتی ہے اپنے حصار میں لیتی ہے اور بالآخر ساتھ بہا کر لے جاتی ہے۔ فیض اور محبت کو ایک دوسرے سے جُدا کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ یہ عنصر ان کی شاعری کا ایسا محرک جذبہ ہے جو اُسے دنیا کی تمام تر آلائشوں، دشواریوں اور تنگنائیوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور یہاں ان کی اپنی ایک دُنیا ہے، اپنے صبح شام ہیں ہجر و وصال کی جلوہ سامانیاں ہیں اور احساس و جذبات کا ایک سیلِ رواں چاروں اور ماحول کو سرسبز وشاداب رکھتا ہے۔ یہاں شاعر، شاعری، رومانیت میں ایسا گھلاؤ اور رچاؤ پیدا ہو جاتا ہے جو ہر کسی کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے۔

فیض کے ہاں رومانیت کا توانائی سے بھرپور تصور موجود ہے جو رومانیت کے اس منفی رویئے کو مسترد کر دیتا ہے کہ اس میں خیال اور فکر کی آوارہ خرامی، انتشار اور بے معنویت جگہ پا لیتی ہے۔ ایسی جنوں خیزی جس کا مقصد بے سمتی، بے راہ روی اور تخریب کاری کے سوا کچھ نہیں چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فیض کے ہاں رومانیت کا پہلو انفعالیت، تحرک اور واضح مقصدیت کا پہلو لیے ہوئے ہے اور ان کی شاعری رومانیت کے حقیقی، طاقتور اور فیصلہ کُن رجحان کو اُجاگر کرتی ہے۔ یہ وہ نقطہ ہے جہاں فیض دوسروں سے اپنی راہ الگ بناتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ رومانیت بذاتِ خود ایک طرزِ حیات ہے۔ محض تفنّنِ طبع کا ذریعہ نہیں۔

ان کی شاعری کا یہ پہلو بہت توجہ طلب ہے کہ جہاں وہ پہنچ کر اپنے رومانی جذبات و احساسات کا رخ حقیقت پسندی کی طرف موڑ دیتے ہیں جو ناقدینِ ادب کے لیے فکر و مباحث کے کئی در وا کرتا ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ فیض احمد فیض، دستِ تہِ سنگ، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۹ء، ص:۱۱

۲۔ نظیر صدیقی، فیض احمد فیض نقشِ فریادی سے زنداں نامہ تک، بحوالہ فیض احمد فیض عکس اور جہتیں، مرتبہ: شاہد ماہلی، لاہور: ماورا پبلشرز، ۱۹۸۸ء، ص:۱۱۳

۳۔ فیض احمد فیض، نقشِ فریادی، لاہور: مکتبہ کارواں، کچہری روڈ، ۱۹۷۴ء، ص:۹

۴۔ عرش صدیقی، فیض کی شاعری میں رومانی عناصر، بحوالہ فیض کی تخلیقی شخصیت، تنقیدی مطالعہ، مرتبہ: ڈاکٹر طاہر تونسوی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص:۵۹

۵۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا،لاہور: مکتبہ کارواں،س ن،ص:۱۰۸

۶۔ محمد علی صدیقی ،فیض احمد فیض شاعر یا جادوگر، بحوالہ فیض احمد فیض عکس اور جہتیں ،مرتبہ: شاہد ماہلی، لاہور: ماورا پبلشرز،۱۹۸۸ء،ص:۱۵۲

۷۔ فیض احمد فیض،نسخہ ہائے وفا،لاہور: مکتبہ کارواں،س ن،ص:۱۵۱

۸۔ ایضاً،ص:۲۴۱

۹۔ ایضاً،ص:۹۱

☆......☆......☆